پارہ: نمبر 01

دورہ قرآن نوٹس

(زاہدہ یاسر ٹیم)

اسلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ ربّ العالمین والصلاۃ والسلام عَلٰی رَسُوْلِہٖ الامین

فالعاقبۃ للمتقین اما بعد

فأعوذُ بِٱللَّهِ مِنَ ٱلشَّيطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيم

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

پارہ نمبر ا:

سورۃ البقرہ کی فضیلت:

آج سے ہم ان شاءاللہ سورۃ البقرہ کا اغاز کریں گے۔

سورۃ البقرہ بہت ہی زیادہ فضیلت والی سورت ہے اسے احادیث میں قرآن پاک کی کوہان، قرآن پاک کی بلندی اور قرآن پاک کی اونچائی بتایا گیا۔ جس گھر میں سورۃ البقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے اس گھر میں شیاطین داخل نہیں ہوسکتے۔ شیاطین اس سورت کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

* عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا فرمان ہے کہ جو شخص سورۃ البقرہ کی ابتدائی چار آیات اور جو اس کی آخر کی تین آیات ہیں اور پھر آیت الکرسی اور آیت الکرسی کے ساتھ دو مزید آیات کل یہ 10 آیات کو رات کے وقت تلاوت کرلے تو اس گھر میں شیطان اس رات نہیں داخل ہو سکتا اور نہ ہی گھر والوں کو شیطان یا کوئی چیز ستا سکتی ہے۔

یہی دس آیات اگر مجنون پر پڑھی جائیں تو اس کا دیوانہ پن بھی ختم ہو جاتا ہے۔

* رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سورت میں ایک آیت ہے جو تمام آیات کی سردار ہے وہ آیت الکرسی ہے۔

آیت الکرسی اللہ تعالی کے خاص عرش کے نیچے سے نازل ہوئی ہے۔ اسی طرح ایک دوسری حدیث بھی ہمیں پتہ چلتا ہے کہ

* یہ سورت قیامت کے دن ڈٹ کے اللہ تعالی کے ہاں سفارش کرے گی اور پورا قرآن پاک لایا جائے گا لیکن یہ سورت آگے آگے ہو گی۔

جیسے کسی بھی قوم کا سردار ہوتا ہے تو وہ آگے آگے چل کے اپنی قوم کو لے کے جارہا ہوتا ہے ایسے یہ سورت اللہ تعالی کے ہاں جب جائے گی تو یہ پورے قرآن پاک سے آگے ہو گی۔

مسند احمد میں روایت ہے

* آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پاک پڑھا کرو یہ اپنے پڑھنے والوں کی قیامت کے دن شفاعت کرے گا دو نورانی سورتیں سورۃ بقرہ اور ال عمران کو پڑھتے رہا کرو یہ دونوں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی کہ گویا دو سائبان ہوں یا دو بادل ہوں یا پر کھولے پرندوں کی دو جماعتیں ہوں یہ اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے اللہ تعالی سے سفارش کریں گی۔

* پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۃ بقرہ پڑھا کرو اس کا لینا برکت ہے اس کا چھوڑنا حسرت ہے۔

حسرت کیسے۔۔۔؟؟؟؟

قیامت کے دن جب لوگ دیکھیں گے کسی سورت البقرہ کیسے اللہ کے ہاں سفارش کر رہی ہے تو اس وقت یہ جو لوگ نہیں اس کو پڑھا کرتے تھے، نہیں عمل کرتے تھے، نہیں سیکھتے سمجھتے تھے تو وہ ان کے لیے حسرت بن جائے گا۔

* آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا باطل قوتیں سورت بقرہ کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

یہ حدیث مسلم شریف میں بھی موجود ہے۔۔۔۔

سورۃ البقرہ کا تعارف

یہ سورت مدینہ میں نازل ہوئی۔ اس سورت میں چونکہ ایک گائے کا ذکر ہے اس وجہ سے اس کا نام بقرہ ہے۔ بقرہ گائے کو کہتے ہیں۔ علماء کا فرمان ہے کہ اس سورت میں ایک ہزار خبریں ہیں ایک ہزار احکامات ہیں اور ایک ہزار کاموں سے ممانعت ہے۔ اس کی کل آیات 287 ہیں۔ اب اس سورت کا آغاز کرتے ہیں۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آیت نمبر 1:

* الف لام میم۔۔

الف لام میم حروف مقطعات میں سے ہے۔ جس کا علم صرف اللہ کی ذات کے پاس ہے۔

آیت نمبر 2 تا 5۔

* یہ اللہ کی کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں یہ ہدایت ہے متقی لوگوں کے لیے۔

* وہ لوگ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

* اور جو کتاب ہم نے تم پر نازل کی (یعنی قرآن پاک) اور جو کتابیں تم پہ تم سے پہلے نازل کی گئی تھی ان سب پر یہ ایمان لاتے ہیں اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

* ایسے لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالی نے متقین کی صفات بیان کی ہیں کہ یہ غیب پہ ایمان لاتے ہیں نماز میں قائم کرتے ہیں رزق میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب اللہ تعالی نے آخرت کی بات کی تو وہاں پہ یقین کا لفظ ہے کہ یہ آخرت میں یقین رکھتے ہیں۔ باقی سب چیزوں کے لیے ایمان لیکن آخرت کے لیے یقین ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ آخرت محرک ہے ہمارے تمام اعمال کا۔۔۔

آخرت کا عقیدہ جتنا پختہ اور جتنا ٹھیک ہو گا ہمارے اعمال اتنے ہی اللہ تعالی کی منشا کے مطابق ہو جائیں گے۔ ان آیات میں متقین کی صفات کے بعد اگلی دو آیات میں کفار کا ذکر ہے۔

آیت نمبر 6 تا 7:

* جن لوگوں نے ان باتوں کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا (یعنی کہ جو عقیدے کے لحاظ سے کافر ہیں) ان کے لیے برابر ہے چاہے تم انہیں خبر دار کرو یا نہ کرو وہ نہیں ایمان لانے والے۔

* اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر لگا دی ہے اور ان کی ان کی آنکھوں پر پردہ پڑ گیا ہے اور وہ سخت سزا کے مستحق ہیں۔

ایمان والوں کی اور کافروں کی بات کرنے کے بعد دوسرے رکوع میں اللہ تعالی نے ایک تیسرا گروہ، منافقین کی بات کی ہے گو کہ یہاں پہ منافق کا لفظ نہیں استعمال ہوا لیکن ان کی نشانیاں بتا دی گئی ہیں کہ منافق کیسا ہوتا ہے۔۔؟

آیت نمبر 8 تا 16:

* لوگوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے حالانکہ وہ ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

* وہ اللہ اور ایمان والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں مگر در اصل وہ خود اپنے آپ کو ہی دھوکے میں ڈالے ہوئے ہیں اور انہیں اس بات کا شعور بھی نہیں ہے۔

* ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے (کس چیز کی بیماری ہے؟ دنیا کی محبت کی بیماری ہے نفس پرستی کی بیماری ہے) ان کے دلوں میں ایک بیماری ہے جسے اللہ نے مزید بڑھا دیا ہے وہ جھوٹ بولتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

* جب کبھی ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین پہ فساد برپا نہ کرو تو وہ کہتے ہیں ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔

* خبر دار یہی لوگ حقیقت میں فسادی ہیں مگر یہ اس بات کا شعور نہیں رکھتے۔

* اور جب کبھی ان سے کہا جاتا ہے کہ ایمان لاؤ جس طرح دوسرے لوگ ایمان لائے (جس طرح صحابہ کرام ایمان لائے ایسا ایمان لاؤ تو وہ آگے سے کیا جواب دیتے ہیں) انہوں نے آگے سے یہی جواب دیا کیا ہم بے وقوفوں کی طرح ایمان لائیں خبر دار حقیقت میں تو یہ خود بے وقوف ہیں مگر یہ جانتے نہیں۔

* اور جب یہ ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے اور جب علیحدہ میں اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں اصل میں تو ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم ان لوگوں کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں۔

* اللہ ان سے مذاق کر رہا ہے اور ان کی رسی دراز کیے جاتا ہے اور یہ اپنی سرکشی میں اندھوں کی طرح بھٹکتے پھر رہے ہیں۔

* یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی ہے مگر یہ سودا ان کے لیے فائدہ مند نہیں ہے اور یہ ہرگز سیدھے راستے پر نہیں ہیں۔

آگے ان کی مثال بیان کی جارہی ہے۔

آیت نمبر17:

* ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے آگ روشن کی (یعنی جیسے ایک شخص نے اسلام کی روشنی پھیلا دی) پھر جب اس نے سارے ماحول کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کا نور بصارت ختم کر دیا اور انہیں اس حال میں چھوڑ دیا کہ تاریکی میں انہیں کچھ نظر نہیں آتا۔

جو لوگ ہدایت حاصل کرنا نہیں چاہتے ان کو ہدایت نظر آتی ہی نہیں ہے۔

آیت نمبر 18 تا 20

* یہ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں یہ اب نہیں پلٹیں گے۔

* یا پھر ان کی مثال یوں سمجھو کہ آسمان سے زور کی بارش ہو رہی ہے (یہاں پہ زور سے بارش سے مراد اسلام کی بارش ہے) اس کے ساتھ اندھیری گھٹا اور کڑک اور چمک بھی ہے (یعنی جب اسلام میں داخل ہوں گے تو اس میں آزمائشیں بھی آئیں گی اندھیری گھٹا اور کڑک چمک یہ اسلام کی آزمائشیں ہیں) یہ منافقین بجلی کے کراکے سن کر اپنی جانوں کے خوف سے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں اور اللہ ان منکرین حق کو ہر طرح سے گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔

* بجلی کی چمک سے ان کی یہ حالت ہو رہی ہے کہ گویا عنقریب بجلی ان کی بصارت اچک لی جائے گی جب ذرا انہیں کچھ روشنی محسوس ہوتی ہے تو اس میں کچھ دور چل لیتے ہیں (یعنی جب اسلام کی ترقی ہو رہی ہوتی ہے تو اس میں ساتھ مل جاتے ہیں) اور جب کبھی ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں (جب جنگ کا اعلان ہوا تو یہ رک گئے) اللہ چاہتا تو ان کی سماعت ان کی بصارت بالکل ہی ختم کر دیتا بے شک اللہ تعالی ہر چیز پر قادر ہے۔

ان تین گروہ کی بات کر چکنے کی بات اب یہاں سے تیسرا رکوع شروع ہو رہا ہے۔ تیسرا رکوع در اصل قرآن پاک کی پکار ہے۔ قرآن پاک کا فلسفہ ہے اور وہ مین مقصد ہے کہ جس کے لیے ہم دنیا میں بھیجے گئے۔

آیت نمبر 21:

* اے لوگوں اللہ کی بندگی اختیار کرو اپنے اس رب کی جو تمہارا اور تم سے پہلے جو گزر چکے ہیں ان سب کا رب ہے تمہارے بچنے کی توقع صرف اسی صورت میں کی جاسکتی ہے۔

یعنی اگر ہم اللہ کے عذاب سے بچنا چاہتے ہیں تو خاص اللہ کی ہی عبادت کرنی ہو گی۔

آیت نمبر 22:

* وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کو فرش بنایا آسمان کی چھت بنائی آسمان سے پانی برسایا اور اس کے ذریعے سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لیے رزق پہنچایا بس جب تم یہ جانتے ہو تو دوسروں کو اللہ کا مد مقابل کیوں ٹھہراؤ۔

صرف اللہ سے دعا مانگنی چاہیے صرف اللہ کو ہی پکارنا چاہیے۔ اللہ کے سوا کون بارش برسا سکتا ہے۔ اللہ کے سوا کون ہمیں رزق دے سکتا ہے۔

تو جب یہ سب کام اللہ کی ذات کر رہی ہے تو پھر دعا بھی اللہ سے مانگنی ہے۔ عبادت بھی اللہ کی ہی کرنی ہے۔

آگے قران پاک کی بات ہے کہ

آیت نمبر 23

* اگر تم اس معاملے میں شک کا شکار ہو کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے یہ ہماری ہے یا نہیں تو اس کے جیسی ایک ہی سورت بنالاؤ اور اپنے سارے مددگاروں کو بھی پکار لو ایک اللہ کو چھوڑ کر جس جس کی مدد چاہو لے لو اگر تم سچے ہو تو یہ کام کر کے دکھاؤ۔

* لیکن اگر تم نے ایسا نہیں کیا اور یقیناً تم ایسا کر بھی نہیں سکتے تو ڈرو اس دن سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے (پتھر کے ذکر کس وجہ سے ہے کیونکہ پتھر والی آگ بہت زیادہ سخت ہوتی ہے اور

دوسری وجہ یہ بھی کہ جو بتوں کو پوجتے ہیں تو ان کے بت بھی جہنم میں ان کے ساتھ ہی ہوں گے) یہ جہنم کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

آیت نمبر25:

* اور خوشخبری دے دو ایمان لانے والوں کو جنہوں نے نیک اعمال کیے ان کے لیے جنت ہے جس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان باغات میں پھل شکل اور صورت میں دنیا کی پھلوں سے ملتے جلتے ہوں گے جب کبھی انہیں کوئی پھل کھانے کو دیا جائے گا تو وہ کہیں گے ایسے ہی پھل ہمیں دنیا میں بھی دیے جاتے تھے اس سے پہلے۔

یعنی دنیا کی چیزو نعمتوں سے متشابہ ملتی جلتی نعمتیں جنت میں ہوں گی کیونکہ انسان ایک دم سے نئی چیز کو اتنا پسند نہیں کرتا لیکن ذائقے میں جنت کی نعمتیں بہت مختلف ہوں گی جیسے حدیث میں آتا ہے کہ جنت میں اللہ تعالی نے ایسی چیزیں تیار کی ہیں جس نے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی دل سے اس کا خیال گزرا

* جنت میں ان کے لیے پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ وہاں پر ہمیشہ رہیں گے۔

آیت نمبر26:

* اللہ اس بات سے ہر گز نہیں شرماتا کہ مچھر یا اس سے بھی حقیر تر کسی چیز کی مثال دے جو لوگ حق بات کو قبول کرنے والے ہیں وہ انہی مثالوں کو دیکھ کر جان لیتے ہیں کہ یہ حق ہے جو ان کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اور جو ایمان نہیں لانے والے وہ انہیں دیکھ کر کہتے ہیں ایسی مثالوں کو اللہ سے کیا سروکار اس طرح اللہ ایک ہی مثال سے ایک ہی بات سے بہت سوں کو گمراہی میں مبتلا کر دیتا ہے اور بہت سوں کو ہدایت دے دیتا ہے اور گمراہی میں وہ انہی کو مبتلا کرتا ہے جو فاسق ہیں۔

اب یہاں پہ فاسقین کی نشانیاں بتائی جارہی ہیں۔ فاسق کیسے لوگ ہیں؟

آیت نمبر27 تا29:

* یہ اللہ کے وعدے کو مضبوط باندھ لینے کے بعد توڑ دیتے ہیں۔۔۔

سب سے پہلے تو انہوں نے اہل الست کو توڑا ہے جو ہم سب نے دنیا میں آنے سے پہلے اللہ تعالی سے وعدہ کیا ہے کہ دنیا میں جانے کے بعد ہم اللہ کی ہی عبادت کریں گے۔ فاسق نے سب سے پہلے وہ عہد الست توڑا پھر دنیا میں بھی جو وعدے انسانوں سے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہیں وہ توڑ دیتے ہیں۔

* اللہ نے جسے جوڑنے کا حکم دیا ہے اس نے یہ کاٹتے ہیں (یعنی انسانی رشتوں کو) زمین میں فساد برپا کرتے ہیں حقیقت میں یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

* تم اللہ کے ساتھ کفر کا رویہ کیسے اختیار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے اس نے تم کو زندگی عطا کی پھر وہی تمہاری جان سلب کرے گا پھر وہی تمہیں دوبارہ زندگی عطا کرے گا پھر اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔

* وہ اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لیے زمین کی ساری چیزیں پیدا کی پھر اوپر کی طرف توجہ فرمائی اور سات آسمان سیدھے کیے اور وہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

یہاں سے اب چوتھا رکوع شروع ہو رہا ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اور شیطان کا سجدہ نہ کرنا ان سب باتوں کا ذکر ہے آدم علیہ السلام کی پیدائش کو قرآن پاک میں تقریبا سات جگہوں کے ذکر ہے تو اب اس کو دیکھتے ہیں۔۔۔

آیت نمبر30 تا31:

* پھر ذرا اس بات کا تصور کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں تو انہوں نے عرض کیا کہ آپ زمین میں کسی ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں جو اس کے

انتظام کو بگاڑ دے گا اور خونریزی کرے گا اور فساد برپا کرے گا اور آپ کی حمد و ثنا کے ساتھ تسبیح اور آپ کے لیے تقدیس کو ہم بیان کر ہی رہے ہیں اللہ تعالی نے فرمایا میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

* اس کے بعد اللہ نے آدم علیہ السلام کو ساری چیزوں کے نام سکھائے پھر انہیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا اگر تمہارا خیال صحیح ہے تو ذرا ان چیزوں کے نام بتاؤ۔

یعنی اگر تم سمجھتے ہو کہ خلیفہ مقرر ہونے سے زمین کا نظام بگڑ جائے گا تو ان چیزوں کے نام بتاؤ اور یہ کون سی چیزیں ہیں یہ جتنا سائنس کا علم ہے یہ اللہ تعالی نے خود سب سے پہلے آدم علیہ السلام کے اندر ڈال دیا تھا۔

آیت نمبر 32 تا 35:

* فرشتوں نے عرض کیا نقص سے پاک تو صرف آپ کی ہی ذات ہے (سبحانک اے اللہ صرف آپ ہی پاک ہیں) ہمارے پاس تو بس اتنا ہی علم ہے جتنا آپ نے ہم کو دے دیا ہے حقیقت میں سب کچھ جاننے والا اور سمجھنے والا آپ کے سوا کوئی نہیں۔

* پھر اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام سے فرمایا تم ان فرشتوں کو ان چیزوں کے نام بتاؤ جب آدم نے ان فرشتوں کو ان سب چیزوں کے نام بتائے تو اللہ نے فرمایا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں آسمان و زمین کی وہ سب حقیقتیں جانتا ہوں جو تم سے چھپی ہوئی ہیں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو وہ بھی مجھے معلوم ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اس سے بھی میں جانتا ہوں۔

* اس کے بعد ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کے سامنے جھک جاؤ تو وہ سب جھک گئے مگر ابلیس نے انکار کیا اور اس نے تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔

* پھر ہم نے آدم علیہ السلام سے کہا کہ تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت میں رہو اور یہاں پہ جہاں سے چاہو خوب کھاپیو مگر اس ایک درخت کے قریب نہیں جانا ورنہ ظالموں میں سے شمار ہو جاؤ گے۔

ایک درخت کو آزمائش بنا دیا گیا۔

آیت نمبر36:

* آخر کار شیطان نے ان دونوں کو اس درخت کی ترغیب دی اور ہمارے حکم سے ہٹا دیا اور انہیں اس حالت میں سے نکلوا کر چھوڑا جس میں وہ تھے ہم نے حکم دیا اب تم سب کے سب یہاں سے اتر جاؤ۔

یعنی جس باغ میں آدم علیہ السلام اور حوا کو بھیجا گیا تھا وہاں سے انھیں اتار دیا گیا یہ وہ جنت نہیں ہے جو ابدی جنت ہے کیونکہ وہ ابدی جنت جو ہے اس کو تو کسی انسان نے نہ دیکھا نہ سنا یہ کوئی روایات سے ہمیں ایسے پتہ چلتا ہے کہ یہ غالباً کوئی اور باغ ذرا اونچائی پہ تھا یہ ہو سکتا ہے آسمان پہ ہو، ہو سکتا زمین کے کسی علاقے میں اونچائی والی جگہ پر ہو۔ بہر حال اس کی حقیقت اللہ تعالی کی ذات ہی بہتر جانتی ہے۔ جب شیطان نے انھیں وہاں سے پھسلایا ایک ہی درخت سے منع کیا گیا تھا اسی درخت کے ذریعے آزمائش ہوئی اور اب وہ سب کے سب وہاں سے جنت سے نکلوا کے زمین پہ بھیج دیے گئے۔

آیت نمبر37:

* پھر آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمات بھی کر توبہ کی۔

اور وہ کون سے کلمات تھے۔۔۔

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین اور توبہ کے کلمات بھی اللہ تعالی یہ سکھا رہے ہیں کیونکہ ان کے دل میں ندامت پیدا ہو چکی تھی۔

* اللہ تعالی نے ان کی توبہ کو قبول کر لیا بے شک وہ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے۔

آیت نمبر38تا39:

* پھر ہم نے کہا تم سب یہاں سے اتر جاؤ پھر جو میری طرف سے کوئی ہدایت تمہارے پاس پہنچے تو جو لوگ میری اس سے ہدایت کی پیروی کریں گے انہیں نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ ہی کوئی رنج ہو گا۔

* اور جو اس کو قبول کرنے سے انکار کریں گے اور ہماری آیات کو جھٹلائیں گے وہ آگ میں جانے والے ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اب اس کے بعد پانچواں رکوع شروع ہو رہا ہے اور آگے مسلسل کچھ رکوع میں بنی اسرائیل سے خطاب ہے۔

بنی اسرائیل کون تھے؟

یہ یعقوب علیہ السلام کی اولاد تھے۔ یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا اور ان کی اولاد کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔

آیت نمبر40 تا43:

* اے بنی اسرائیل ذرا خیال کرو میری اس نعمت کا جو میں نے تم کو عطا کی تھی اور میرے ساتھ جو تمہارا وعدہ تھا اسے تم پورا کرو تو میرا جو وعدہ تمہارے ساتھ تھا اسے میں پورا کروں گا اور صرف مجھ سے ڈرو۔

* میں نے جو کتاب بھیجی ہے (یعنی قرآن پاک) اس پر ایمان لے آؤ یہ اس کتاب کی تائد میں ہے جو تمہارے پاس پہلے سے موجود تھیں لہذا تم سب سے پہلے اس کے انکار کرنے والے نہ بن جاؤ اور میری آیات کو تھوڑی قیمت پر بیچ نہ ڈالو اور میرے غضب سے بچو۔

* باطل کا رنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور نہ جانتے بوجھتے حق کو چھپانے کی کوشش کرو اور تم علم رکھتے ہو۔

* اور نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور جو لوگ میرے آگے جھک رہے ہیں ان کے ساتھ تم بھی جھک جاؤ۔

آیت نمبر44تا48:

* تم دوسروں کو تو نیکی کا راستہ اختیار کرنے کا حکم دیتے ہو مگر اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔۔۔

(یہ وہی بات ہے کہ جیسے قرآن پاک میں ایک اور جگہ اللہ تعالی فرماتے ہیں نا کہ تم اپنی زبانوں سے وہ بات کیوں کہتے ہو جو خود کرتے نہیں ہو تو یہ لوگ بھی دوسروں کو نیکی کا حکم دے کے اور اپنی دفعہ میں پیچھے ہٹ جاتے تھے۔)

* حالانکہ تم اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہو کیا تم عقل سے بالکل ہی کام نہیں لیتے۔

* صبر اور نماز کی مدد لو (مشکل وقت میں صبر کرو اور نماز کے ذریعے اللہ تعالی سے دعا مانگو) بے شک نماز ایک مشکل کام ہے مگر ان فرمابردار بندوں کے لیے مشکل نہیں ہے۔

* جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اللہ سے ملاقات کرنے والے ہیں اور ہم اسی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں۔

* اے بنی اسرائیل ذرا یاد کرو میری اس نعمت کو جس سے میں نے تم کو نوازا تھا اور اس بات کو کہ میں نے تمہیں دنیا کی ساری قوموں کو فضیلت عطا کی تھی۔

* اور ڈرو اس دن سے جب کوئی کسی کے ذرابرابر کام نہ آئے گا نہ کسی کی طرف سے سفارش قبول کی جائے گی نہ کسی کو فدیہ لے کر چھوڑا جائے گا اور نہ مجرموں کو کہیں سے مدد مل سکے گی۔

قیامت کے دن کی بات ہے اس کے بعد آگے ان کو یاد دلایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالی نے ان کے اوپر کیا کیا نعمتیں کیں کیا کیا رحمتیں نازل کیں۔

آیت نمبر49تا61:

* یاد کرو وہ وقت جب ہم نے تم کو فرعون سے نجات بخشی تھی انہوں نے تمہیں سخت عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا وہ تمہارے لڑکوں کو ذبح کر دیتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس حالت میں تمہارے رب کی طرف سے بہت ہی بڑی آزمائش تھی۔

* پھر جب ہم نے سمندر کو پھاڑ کر تمہارے لیے رستہ بنایا پھر اس میں سے تمہیں خیریت کے ساتھ گزروا دیا اور تمہاری آنکھوں کے سامنے آل فرعون کو اس میں غرق کر دیا اور تم دیکھ رہے تھے۔

* یاد کرو جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو 40 دن کی ملاقات کے لیے بلایا تو اس کے پیچھے تم بچھڑے کو اپنا معبود بنا بیٹھے (پڑوسیوں کی وجہ سے ان کے اندر بھی بت پرست تھی اور گائے اور بچھڑے، ان سب کی محبت رچی ہوئی تھی تو موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پہ اللہ سے ملاقات کے لیے گئے تو انہوں نے پیچھے سے ایک بچھڑے کو معبود بنا کے اس کی عبادت شروع کر دی۔) اس وقت تم نے خود پر بڑی زیادتی کی تھی۔

* مگر اس پر بھی ہم نے تمہیں معاف کر دیا کہ شاید اب تم شکر گزار بنو۔

* اور جب ہم نے موسیٰ کو کتاب و فرقان عطا کی تاکہ تم اس کے ذریعے سے سیدھا راستہ پا سکو۔

* اور یاد کرو جب موسیٰ علیہ السلام یہ نعمت لیے ہوئے (یعنی کتاب تورات لے کے) اپنی قوم سے کہا کہ لوگوں کیا تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنے اوپر سلت ظلم کیا ہے لہذا تم لوگ اپنے خالق کے حضور توبہ کرو اور اپنی جانوں کو ہلاک کرو (اپنی جانوں کو ہلاک کرو یعنی جتنے لوگوں نے پوجا کی اس بچھڑے کی ان لوگوں کو انہی کی قوم کے انہی کے جو قبیلے کے لوگ ان کو قتل کریں تو اس طرح ان کو حکم ہوا کہ اپنی جانوں کو خود ہی ہلاک کرو اگر دوسرے قبیلے والے کرتے تو پھر اس طرح دشمنی بڑھنے کا اندیشہ تھا) اسی میں تمہارے رب کی طرف سے بہتری ہے اس وقت تمہارے رب نے تمہاری توبہ قبول کر لی کہ وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

* اور یاد کرو جب تم نے موسی علیہ السلام سے کہا تھا کہ ہم تمہارے کہنے کا ہر گز یقین نہ کریں گے جب تک کہ اللہ تعالی کو خود اپنی آنکھوں سے تم سے کلام کرتے ہوئے نہ دیکھ لیں اس وقت تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے ایک زبردست بجلی نے تم کو آلیا تم بے جان ہو کر گر چکے تھے۔

* پھر ہم نے تم کو زندہ اٹھایا شاید اس کے بعد تم شکر گزار بن جاؤ۔

* ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا من وسلویٰ کی غذا تمہیں فراہم کی اور تم سے کہا کہ جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تمہیں دی ہیں ان میں سے کھاؤ پیو اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے۔

* اور جب انہیں کہا گیا کہ اس بستی میں داخل ہو جاؤ سجدہ کرتے ہوئے اور اس کی پیداوار میں سے جس طرح چاہو مزے سے کھاؤ مگر بستی کے دروازے سے داخل ہوتے وقت حطۃ حطۃ کہتے جانا تو ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے اور ہم نیکوکار بندوں کو بہت زیادہ فضل سے نوازیں گے۔

* مگر جو بات کہی گئی تھی ظالموں نے اسے بدل کر کچھ اور کر ڈالا (انہیں کہا گیا تھا کہ حطۃ کہتے جانا۔حطۃ کا مطلب ہوتا ہے کہ ہمیں معاف کر دیں انہوں نے اس کو بدل کے کہہ دیا حنطۃ حنطۃ۔۔۔۔ نون کا اضافہ کر دیا جس کا مطلب ہوتا ہے گندم گندم۔۔ کہ ہمیں گندم چاہیے۔ تو یہ اللہ تعالی کی احکامات کا اسی طرح سے مذاق بنایا کرتے تھے) مگر ظالموں نے اس بات کو بدل کر کچھ اور کر ڈالا آخر کار ہم نے ظلم کرنے والوں پر آسمان سے عذاب نازل کیا اور یہ سزا تھی ان فاسق لوگوں کی ان کی نافرمانیوں کی وجہ سے جو وہ کر رہے تھے۔

* یاد کرو جب موسی نے اپنی قوم کے لیے پانی کی دعا کی تو ہم نے کہا کہ فلاں چٹان پر اپنا عصا مارو چنانچہ اس سے 12 چشمے پھوٹ نکلے (12 چشمے کیوں؟ کیونکہ 12 ہی ان کی قبیلے تھے تو ہر قبیلے کا الگ الگ چشمہ)

قبیلے نے جان لیا کہ کون سی جگہ اس کے پانی لینے کی ہے اس پر ہم نے ہدایت کی کہ اللہ کا دیا ہوا رزق کھاؤ پیو اور زمین میں فساد برپا نہ کرو۔

* یاد کرو جب تم نے کہا تھا کہ اے موسی ہم ایک ہی طرح کے کھانے پر صبر نہیں کر سکتے تو اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کرو کہ ہمارے لیے زمین کی پیداوار ساگ ترکاری کھیرا ککڑی گندم لہسن اور پیاز دال وغیرہ پیدا کرے تو موسی نے کہا کیا تم ایک بہتر چیز کے بدلے میں ادنیٰ چیزیں لینا چاہتے ہو اچھا ٹھیک ہے کسی شہری آبادی میں اتر جاؤ جو کچھ تم مانگتے ہو وہاں تمہیں مل جائے گا آخر کار نوبت یہاں تک پہنچی کہ ذلت اور خواری اور پستی اور بد حالی ان پر مسلط ہو گئی اور وہ اللہ کی غضب میں گر گئے (جب اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کریں تو اس کا انجام یہی کچھ ہوتا ہے) یہ نتیجہ تھا اس بات کا کہ وہ اللہ کی آیات سے کفر کرتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے تھے یہ نتیجہ تھا ان کی نافرمانیوں کا اور اس بات کا کہ وہ حد سے گزر جانے والے لوگ تھے۔

آیت نمبر62:

* یقین جانو کہ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے چاہے وہ یہودی ہوں یا نصرانی ہو یا صابی ہوں جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے گا اور نیک اعمال کرے گا اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور اس کے لیے کسی خوف ورنج کا موقع نہیں ہو گا۔

یہاں پہ بنی اسرائیل کی ایک خوش فہمی کو ختم کیا جارہا ہے کہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم اللہ کی بڑی لاڈلی قوم ہیں اور ہم سیدھے جنت میں چلے جائیں گے۔ تو یہاں پہ اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ چاہے جو کوئی بھی ہے جتنا بھی اس کا ایمان اچھا ہے لیکن ساتھ عمل صالح ضروری ہیں نیک اعمال ضروری ہیں۔۔۔ تو تب وہ اللہ کے ہاں اجر پائے گا۔

آیت نمبر 63 تا 65:

* یاد کرو وہ وقت جب ہم نے کوہ طور کو تم پر اٹھا کر تم سے پختہ عہد لیا تھا اور کہا تھا کہ جو کتاب ہم تمہیں دے رہے ہیں اسے مضبوطی سے تھامنا اور جو احکامات اس میں موجود ہیں انہیں یاد رکھنا اس کے بعد ہم توقع کر رہے تھے کہ تم تقویٰ کی روش پر چلو گے۔

* مگر اس کے بعد پھر تم اپنے وعدے سے پھر گئے اس پر بھی اللہ کے فضل اور اس کی رحمت نے تمہارا ساتھ نہ چھوڑا ورنہ تم کب کے تباہ ہو چکے ہوتے۔

* پھر تمہیں اپنی قوم کے ان لوگوں کا قصہ تو یاد ہی ہو گا جنہوں نے سبت کا قانون توڑا تھا تو ہم نے انہیں حکم دیا کہ بندر بن جاؤ اور اس حال میں رہو کہ تم پر ہر طرف سے دھتکار پڑے۔

بندر کیوں بنایا؟؟؟؟

کیونکہ انہوں نے اللہ کا حکم ہی بدل ڈالا تھا ان کے لیے حکم تھا کہ ہفتے کے دن کو صرف اللہ کی عبادت کرنی ہے اور دنیاوی کوئی معاش کا کام نہیں کرنا۔ ان کا خیال یہ تھا کہ دریا میں اس دن مچھلیاں بہت زیادہ آتی ہیں تو یہ لوگ جمعہ کے دن رات کو دریا میں جال پھینک دیتے تھے اور اتوار کے دن صبح کو وہ نکال لیتے تھے تو جیسے انہوں نے اللہ کے حکم کا مذاق بنایا اس کو بدل ڈالا اللہ نے ان کی شکلیں بدل ڈالی۔

آیت نمبر 66:

* اس طرح ہم نے ان کے انجام کو اس زمانے کے لوگوں اور بات کی آنے والی نسلوں کے لیے عبرت اور ڈرنے والوں کے لیے نصیحت بنا کر چھوڑا۔

آیت نمبر 67 تا 70:

* پھر یاد کرو وہ واقعہ جب موسی نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمہیں ایک گائے کی کو ذبح کرنے کا حکم دیتا ہے کہنے لگے کیا تم ہم سے مذاق کرتے ہو موسی نے کہا میں اس سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ جاہلوں جیسی باتیں کروں۔

* بولے اچھا پھر اپنے رب سے درخواست کرو کہ وہ ہمیں اس گائے کی کچھ تفصیل بتائے (گائے ذبح نہیں کرنا چاہتے تھے گائے کی محبت میں تھے تو گائے کے بارے میں اب سولات کرتے رہیں گے) موسی علیہ السلام نے کہا اللہ کا حکم ہے کہ وہ ایسی گائے ہونی چاہیے جو نہ بوڑھی ہو نہ بچیا ہو بلکہ اوسط عمر کی ہو لہذا جو حکم دیا جاتا ہے اس کی تعمیل کرو۔

* پھر قوم کہنے لگی اپنے رب سے یہ تو پوچھ دو کہ اس گائے کا رنگ کیسا ہو موسی علیہ السلام نے فرمایا اللہ فرماتا ہے وہ زرد رنگ کی گائے ہونی چاہیے جس کا رنگ ایسا شوخ ہو کہ دیکھنے والے کا جی خوش ہو جائے۔

* پھر بولے اپنے رب سے صاف صاف پوچھ کر بتاؤ کہ کیسی گائے چاہیے ہمیں اس میں مشتبہ ہو گیا ہے کہ گائے کیسی ہو اللہ نے چاہا تو ہم اس کا پتہ لگالیں گے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے ان شاء اللہ کہہ لیا تھا اس لیے انہوں نے پھر وہ گائے کو ذبح کیا اگر یہ ان شاء اللہ نہ کہتے تو یہ اس گائے کو ذبح نہیں کرنے والے تھے۔

آیت نمبر 71:

* موسی علیہ السلام نے جواب دیا اللہ کہتا ہے وہ ایک ایسی گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی نہ زمین جوتتی ہے نہ پانی کھینچتی ہے صیحیح سالم ہے اور بے داغ ہے اس پر وہ پکار اٹھے کہ ہاں اب تم نے ٹھیک پتہ بتایا ہے پھر انہوں نے اسے ذبح کیا ورنہ وہ ایسا کرتے معلوم نہ ہوتے تھے۔

تو جس خاص گائے کی وہ پوجا کر رہے تھے آخر کار اسی گائے کو انہیں ذبح کرنا پڑا۔

آیت نمبر72 تا73:

* اور وہ واقعہ تم یاد کرو جب تم نے ایک شخص کی جان لے لی تھی پھر اس کے بارے میں جھگڑا کرنے لگے اور ایک دوسرے پر قتل کا الزام لگانے لگے اور اللہ نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جو کچھ تم چھپاتے ہو اسے کھول کر رکھ دے گا۔

* اس وقت ہم نے حکم دیا کہ مقتول کی لاش کو اس کے ایک حصے سے ضرب لگاؤ (جو گائے ذبح کی تھی اس گائے کے ایک حصے کو مقتول کی لاش پر ضرب لگاؤ) دیکھو اس طرح اللہ مردوں کو زندگی بخشتا ہے اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

ایک شخص ہو گیا تو یہ اس کے بارے میں جھگڑا کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ جو گائے ذبح کی ہے اس کے ایک حصے کو جو مقتول ہے اس کے جسم پہ ضرب لگاؤ یہ کچھ دیر کے لیے زندہ ہو جائے گا اور اپنے ساتھیوں کے بارے میں خود بتا دے گا۔ اس طرح ان کے سامنے ایک نشانی بھی آگئی کہ اللہ تعالیٰ موت کے بعد کیسے زندگی عطا کریں گے۔

آیت نمبر74:

* مگر ایسی نشانیاں دیکھنے کے بعد بھی تمہارے دل سخت ہو گئے پتھروں کی طرح سخت بلکہ سختی میں پتھروں سے بھی زیادہ بڑے ہوئے سخت ہو گئے کیونکہ پتھروں میں سے تو کوئی ایسا بھی ہے جس میں سے چشمے پھوٹ بہتے ہیں کوئی پھٹ جاتا ہے اور اس میں سے پانی نکل آتا ہے کوئی اللہ کے خوف سے لرز کر گر بھی پڑتا ہے اور اللہ تمہارے کرتوتوں سے بے خبر نہیں ہے۔

اس لیے یہاں سے پتھروں کی خوبصورتی کا اندازہ ہو رہا ہے کہ پتھر اللہ کے خوف سے اوپر سے نیچے آ گرتے ہیں اور اللہ کے خوف سے ان میں سے چشمے بھی بہہ نکلتے ہیں لیکن جو انسان اللہ کی بات نہیں مانتا

اس کا دل پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہے کیونکہ پتھروں میں تو پھر بھی خیر موجود ہے لیکن ایسے شخص کے دل میں کوئی خیر موجود نہیں ہے۔

آیت نمبر75 تا82:

* اے مسلمانو اب کیا تم ان لوگوں سے توقع رکھتے ہو (یہ بنی اسرائیل اہل کتاب ان لوگوں سے تم توقع رکھتے ہو) کہ یہ تمہاری دعوت پر ایمان لے آئیں گے حالانکہ ان میں سے ایک گروہ کا شیوہ یہ رہا ہے کہ انہوں نے اللہ کا کلام سنا اور خوب سمجھ کر دانستہ اس میں تحریف کی اس کو بدل ڈالا اور وہ علم رکھتے تھے۔

* محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں سے جب یہ ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم بھی انہیں مانتے ہیں اور جب آپس میں ایک دوسرے سے تنہائی میں بات چیت کرتے ہیں تو کہتے ہیں کیا تم بے وقوف ہو گئے ہو کہ ان لوگوں کو وہ باتیں بتاتے ہو جو اللہ نے تم پر کھولی ہیں تاکہ تمہارے رب کے سامنے تمہارے مقابلے میں حجت پیش کر سکیں۔

* کیا یہ لوگ جانتے نہیں ہیں کہ جو کچھ یہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ یہ ظاہر کرتے ہیں اللہ کو ان سب باتوں کی خبر ہے۔

* ان میں ایک دوسرا گروہ امیوں کا ہے جو کتاب کا تو علم نہیں رکھتے لیکن اپنی بے بنیاد امیدوں اور آرزوؤں کے لیے بیٹھے ہیں اور محض وہم و گمان پر چلے جا رہے ہیں۔

* پس ہلاکت اور تباہی ان لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب کو لکھتے ہیں اور پھر لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہوا ہے تاکہ اس کے معاوضے میں تھوڑا سا فائدہ حاصل کر سکیں (دنیا کا تھوڑا سا فائدہ حاصل کرنے کے لیے اللہ کی کتاب میں تبدیلی کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی

طرف ہی حکم نازل ہے) ان کی ہاتھوں کا لکھا یہ سب ان کے لیے تباہی کا سامان ہے ان کی یہ ان کے لیے ہلاکت کا سبب ہے۔

* اور وہ کہتے ہیں کہ ہمیں تو جہنم کی آگ ہر گز نہ چھوئے گی مگر چند روز ان سے پوچھو کیا تم نے اللہ سے کوئی وعدہ لے رکھا ہے جس کی خلاف ورزی اللہ نہیں کر سکتا بلکہ بات یہ ہے کہ تم اللہ کے ذمہ ایسی باتیں کہہ دیتے ہو جس کا تمہیں خود علم نہیں ہے۔

* آخر تمہیں دوزخ کی آگ کیوں نہ چھوئے گی جو بھی برائی کمائے گا وہ اپنی خطا کار کے چکر میں پڑ کر رہے گا وہ دوزخی ہیں اور دوزخ ہی میں ہمیشہ رہیں گے۔

* اور جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے وہی جنتی ہیں اور وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔

یہاں تک نو رکوع مکمل ہو چکے ہیں۔۔ اس کے بعد آگے ابھی مزید بنی اسرائیل کے بارے میں ہی اللہ تعالی بات فرما رہے ہیں۔

آیت نمبر 83 تا 86:

* اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے پختہ عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرنا ماں باپ کے ساتھ اور رشتہ داروں کے ساتھ یتیموں مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا لوگوں سے اچھی بات کہنا نماز قائم کرنا اور زکوۃ دینا مگر تھوڑے لوگوں کے سوا تم سب کے سب اس وعدے سے پھر گئے اور ابھی تک پھیرے ہوئے ہو۔

* پھر ذرا یاد کرو جب ہم نے تم سے پختہ عہد لیا تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کا خون نہیں بہانا اور نہ ایک دوسرے کو گھروں سے بے گھر کرنا تم نے اس کا وعدہ لیا اور تم خود اس پر گواہ ہو۔

* مگر آج وہی تم ہو کہ تم اپنے بھائیوں کو قتل کرتے ہو اپنے برادری کے کچھ لوگوں کو بے گھر کرتے ہو ظلم و زیادتی کے ساتھ ان کے خلاف جتھے بازیاں کرتے ہو اور جب وہ لڑائی میں پکڑے ہوئے

تمہارے پاس آتے ہیں تو تم ان کی رہائی کے لیے فدیے کالین دین کرتے ہو حالانکہ انہیں ان کے گھروں سے نکالنا ہی سرے سے تم پر حرام تھا تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کا انکار کر دیتے ہو پھر تم میں سے جو لوگ ایسا کریں گے ان کی سزا اس کے سوا اور کیا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ذلیل وخوار ہو کر رہے ہیں اور آخرت میں شدید ترین عذاب کی طرف پھیر دیے جائیں اللہ ان کے اعمال سے غافل نہیں ہے جو کچھ یہ کر رہے ہیں۔

* یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت بیچ کر دنیا کی زندگی خرید لی اللہ ان کی سزا میں کچھ کمی نہیں کرے گا اور نہ ہی یہ کہیں سے مدد حاصل کر سکیں گے۔

آیت نمبر 87 تا 89:

* ہم نے موسی علیہ السلام کو کتاب دی اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے آخر کار عیسیٰ ابن مریم کو روشن نشانیاں دے کر بھیجا اور روح القدوس یعنی جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے ان کی مدد کی پھر یہ تمہارا کیا ڈھنگ ہے کہ جب بھی کوئی رسول تمہارے پاس تمہاری خواہشات نفس کے خلاف کوئی چیز لے کر آیا تو تم نے اس کے مقابلے میں سرکشی ہی کی کسی کو جھٹلایا اور کسی کو قتل کر ڈالا۔

* وہ کہتے ہیں ہمارے دل غلاف میں ہیں (یعنی ہمارے دل بند ہیں ان کے اندر کوئی بات نہیں جا سکتی تو بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہمارے دل غلاف میں ہیں ہمیں نصیحت نہیں کرو) وہ کہتے ہیں ہمارے دل غلاف میں ہیں اصل بات یہ ہے کہ جن کے کفر کی وجہ سے اللہ نے ان پر لعنت کی ہے تو غرض کتنا ہی تھوڑا وہ ایمان لاتے ہیں۔

* اور اب کوئی کتاب اللہ کی طرف سے ان کے پاس آئی ہے اس کے ساتھ ان کا کیا رویہ ہے باوجود اس کے کہ یہ اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو ان کے پاس پہلے سے موجود ہے (یعنی قرآن پاک جو تورات کی تصدیق کرتے ہوئے نازل کی گئی ہے) اس کی آمد سے پہلے وہ خود کفار کے مقابلے میں فتح اور

نصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے (تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے پہلے یہ خود اس نبی کے آنے کی دعائیں کیا کرتے) مگر جب وہ نبی آ گئے جسے وہ پہچان بھی گئے تو انہوں نے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔

پہچان کیسے گئے تھے؟

کیونکہ ان کی کتابوں میں اس قدر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا ذکر تھا کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں یہ اپنے بیٹوں سے بڑھ کے آپ کو پہچانتے تھے خود ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتی ہیں وہ خود ایک بڑے یہودی عالم کی بیٹی بھی تھی بھتیجی بھی تھی تو وہ فرماتی ہیں کہ "جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو میرے والد اور چچا یہ دونوں ان سے ملاقات کے لیے گئے اور جب واپس آئے تو میں نے ان کی گفتگو سن لی کہ میرے چچا والد سے کہنے لگے کہ کیا واقعی یہ وہ نبی ہے جس کی خبر ہماری کتابوں میں دی گئی ہے تو والد نے کہا ہاں خدا کی قسم یہ وہی نبی ہے تو چچا نے پوچھا کہ اس کے بعد کیا ارادہ ہے تو والد کہنے لگے جب تک جان میں جان ہے اس کی مخالفت کروں گا اور اس کی بات نہیں چلنے دوں گا۔"

تو یہ ان کی ضد تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسرائیل میں سے کیوں نہیں آئے بنی اسماعیل سے کیوں آ گئے۔

آیت نمبر 90 تا 94:

* خدا کی لعنت ہو ان منکرین کفار پر کہ ایسا برا ذریعہ ہے جس سے یہ اپنے نفس کی تسلی چاہتے ہیں کہ جو ہدایت اللہ نے نازل کی ہے اس کو قبول کرنے سے صرف اس ضد کی وجہ سے انکار کر رہے ہیں کہ اللہ نے اپنا فضل اپنے جس بندے پر چاہا نواز دیا لہذا اب یہ غضب پر غضب کے مستحق ہو چکے ہیں اور ایسے کافروں کے لیے سخت ذلت ناک عذاب تیار ہے۔

* جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے اس پر ایمان لاؤ تو وہ کہتے ہیں ہم تو صرف اس چیز پر ایمان لاتے ہیں جو ہماری طرف (یعنی نسل اسرائیل میں) اتری ہے اور اس دائرے کے باہر جو کچھ ہے اسے ماننے سے انکار کرتے ہیں حالانکہ وہ حق ہے اور اس تعلیم کی تصدیق و تائید کر رہا ہے جو ان کے ہاں پہلے سے موجود ہے اچھا ان سے کہو اگر تم اس تعلیم بھی پر ایمان رکھنے والے ہو جو تمہارے پاس پہلے سے موجود ہے تو تم اللہ کے ان پیغمبروں کو کیوں قتل کرتے رہے۔

* تمہارے پاس موسی علیہ السلام کیسی کیسی روشن نشانیاں لے کر آئے پھر پھر بھی تم ایسے ظالم تھے کہ اس کے پیٹھ موڑتے ہی بچھڑے کو معبود بنا بیٹھے۔

* پھر ذرا میثاق کو یاد کرو جو کوہ طور کو تمہارے اوپر اٹھا کر ہم نے تم سے لیا تھا ہم نے تاکید کی تھی کہ جو ہدایات ہم تمہیں دے رہے ہیں ان پر سختی سے پابندی کرو اور کان لگا کر سنو اور تم نے اس بات پر کہا ہم نے سن لیا اور ہم نے نافرمانی کی (سمعنا و عصینا۔۔بجائے اس کے کہ کہتے سمعنا واطعنا کہنے لگے وعصینا) اور ان کی باطل پرستی کا یہ حال تھا کہ ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت بسی ہوئی تھی کہو اگر تم مومن ہو تو یہ عجیب ایمان ہے کہ جو تمہیں ایسی حرکات کا حکم دیتا ہے۔

* ان سے کہو کہ اگر واقعی ہی اللہ کے نزدیک آخرت کا گھر تمام انسانوں کو چھوڑ کر صرف تمہارے لیے ہی خاص ہے تب تو تمہیں چاہیے کہ تم موت کی تمنا کرو (آخرت میں اگر جنت ہی ملنی ہے تو دنیا کی مشکلات کیوں کاٹ رہے ہو؟ اللہ سے موت کی تمنا کرو۔۔۔) اگر تم اپنے اس خیال میں سچے ہو۔

آیت نمبر 95 تا 96:

* یقین جانو یہ کبھی اس کی تمنا نہیں کریں گے جو کچھ انہوں نے اپنی کمائی کر کے آگے بھیجا ہے اللہ ان ظالموں کے حال سے خوب واقف ہے۔

* تم انھیں سب سے بڑھ کر جینے کا حریص پاؤ گے حتیٰ کہ یہ اس معاملے میں مشرکین سے بھی زیادہ بڑھے ہوئے ہیں ان میں سے ایک ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ ہزار برس جیے حالانکہ لمبی عمر بہرحال ان سے عذاب کو تو دور نہیں کر سکتی جیسے یہ اعمال کر رہے ہیں اللہ انہیں خوب دیکھ رہا ہے۔

اس کے بعد آگے رکوع نمبر 12 شروع ہو رہا ہیں یہاں تک 11 رکوع مکمل ہو چکے۔ پھر آگے انہی کا ذکر ہے کہ انہوں نے کیسے سلمان علیہ السلام کی سلطنت میں جادو سیکھا اور اس کو پروموٹ کیا اور کس قسم کا جادو یہ سیکھا کرتے تھے۔

آیت نمبر97 تا101:

* ان سے کہو جو کوئی جبرائیل علیہ السلام سے دشمنی رکھتا ہے۔۔۔۔

جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پہ جبرائیل علیہ السلام قرآن پاک لے کر آئے تو وہ تو اللہ کے حکم سے وحی لے کے آتے تھے لیکن انہوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں جبریل سے بھی دشمنی کرنا شروع کر دی تو اللہ تعالی فرما رہے ہیں۔۔۔

* جو کوئی جبرائیل علیہ السلام سے دشمنی رکھتا ہے اسے معلوم ہونا چاہیے کہ جبرائیل نے اللہ ہی کے حکم سے یہ قرآن تمہارے دل پر نازل کیا ہے جو پہلے آئی ہوئی کتابوں کی تصدیق و تائید کرتا ہے اور ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت اور کامیابی کی بشارت ہے۔

* اگر جبریل سے ان کی دشمنی کا سبب یہی ہے تو ان کو کہہ دو کہ جو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہے اللہ ان کافروں کا دشمن ہے۔

* ہم نے تمہاری طرف ایسی آیات نازل کی ہیں جو صاف صاف حق کا اظہار کرنے والی ہیں اور ان کی پیروی سے صرف وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو فاسق ہیں۔

* کیا ہمیشہ ایسا نہیں ہوا کہ جب انہوں نے کوئی وعدہ کیا تو ان میں سے ایک نہ ایک گروہ نے اسے ضرور ہی توڑ ڈالا بلکہ ان میں سے اکثر ایسے ہیں کہ جو سچے دل سے ایمان نہیں لاتے۔

* اور جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے کوئی رسول اور اس کتاب کی تصدیق و تائید کرتا ہوا آیا جو ان کے ہاں پہلے سے موجود تھی تو ان اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے اللہ کی کتاب کو اس طرح پس پشت ڈال دیا جیسا کہ وہ جانتے ہی نہ ہوں۔

آیت نمبر 102

* اور ان چیزوں کی پیروی کرنے لگے جو سلمان علیہ السلام کی سلطنت میں شیاطین پیش کیا کرتے تھے حالانکہ سلمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا تھا کفر تو شیاطین نے کیا تھا اور وہ لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے تو وہ پیچھے پڑے اس چیز کے جو بابل میں دو فرشتوں ہاروت و ماروت پر نازل کی گئی حالانکہ وہ فرشتے جب بھی کسی کو اس جادو کی تعلیم دیتے تو پہلے اس کو وہ کہا کرتے تھے کہ دیکھو ہم تو صرف آزمائش ہیں تم کفر میں مبتلا نہ ہو پھر بھی یہ لوگ ان سے وہ چیزیں سیکھتے تھے جس سے شوہر اور بیوی میں جدائی ڈال دیں۔۔۔

(تو کس قسم کا جادو سیکھتے تھے؟ جو شوہر اور بیوی میں جدائی ڈالنے والا ہو حدیث میں آتا ہے کہ ابلیس اپنے مرکز سے زمین کی ہر گوشے میں اپنے ایجنٹ روانہ کرتا ہے پھر جب وہ ایجنٹ واپس آ کے اپنی کاروائیاں سناتے ہیں تو کوئی کہتے ہیں میں نے فلاں فتنہ کیا میں نے فلاں جگہ فساد کرایا تو ابلیس کہتا ہے تم نے کچھ خاص نہیں کیا تم نے کچھ نہیں کیا آخر میں ایک اس کا چیلا آتا ہے جو کہتا ہے میں ایک بیوی اور اس کے شوہر میں جدائی ڈال آیا ہوں یا لڑائی کروا آیا ہوں تو یہ سن کر ابلیس اس کو گلے لگاتا ہے اور کہتے ہیں کام تو تم کر کے آئے ہو تو یہ میاں بیوی میں جدائی ڈلوانا لڑائی کروانا ان کے اندر مس انڈرسٹینڈنگز کریٹ کرنا یہ بہت بڑا گناہ ہے اور یہ شیاطین کی بہت بڑی چال ہے۔ آگے اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ)

* یہ جادو جو کچھ کرتے کراتے تھے یہ اللہ کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔۔

(جادو گر اللہ کے حکم کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا لیکن انسانوں کی آزمائش ہے کہ جادو کیونکہ حرام ہے سو نہ سیکھو نہ کرو نہ کرواؤ)

* ظاہر تھا کہ اللہ کے حکم کے بغیر وہ اس ذریعے سے کسی کو بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے مگر اس سب کے باوجود وہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو خود ان کے لیے فائدہ مند نہیں تھی بلکہ نقصان دہ تھی اور انہیں خوب معلوم تھا کہ جو اس چیز کا خریدار بنا اس کے لیے قیامت کے دن کوئی حصہ نہیں ہے کتنی بری تجارت ہے (کتنی بری متاع ہے) جس کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا کاش کہ انہیں معلوم ہوتا۔

آیت نمبر 103:

* اور اگر وہ ایمان اور تقوی اختیار کرتے تو اللہ کے ہاں اس کا بہتر اجر پاتے کاش کہ انہیں اس بات کی خبر ہوتی۔

یہاں تک بارہ رکوع مکمل ہو چکے ہیں اس کے بعد آگے اور تیرواں رکوع شروع ہو رہا ہے۔

آیت نمبر 104:

* اے لوگو جو ایمان لائے ہو راعنا نہ کہا کرو بلکہ انظرنا کہو اور توجہ سے بات کو سنا کرو۔۔۔۔

ہوتا یہ تھا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں جب صحابہ کرام کو کوئی بات سمجھ نہیں آتی تھی تو وہ راعنا کہا کرتے تھے کہ اے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف نگاہ کیجیے یعنی اپنی بات کو دہرا دیجیے۔ جو منافقین اور جو ظالم لوگ تھے انہوں نے اس لفظ کو بدل کے راعینا بنا دیا اس کا مطلب ہے گڈریا نعوذ باللہ تو یہاں سے ہمیں ایک اور اہم بات بھی پتہ چل رہی ہے کہ جو اس طرح کے فتنوں والی جگہ ہو وہاں پہ جو فتنہ اور فساد پھیلانے والے لوگ ہیں ان سے الجھنے کے بجائے اپنی اصلاح کر لینی چاہیے تو اللہ تعالی ان کو کیا حکم دے رہے ہیں کہ لفظ کو بدل دو بلکہ پھر کیا کہو انظرنا کہو۔

* اے لوگو ایمان جو لائے ہو راعنا نہ کہا کرو بلکہ انظرنا کہو اور توجہ سے بات کو سنا کرو یہ کافر تو سخت عذاب کے مستحق ہیں۔

آیت نمبر105 تا110:

* یہ لوگ جنہوں نے دعوت حق کو قبول کرنے سے انکار کر دیا چاہے وہ اہل کتاب میں سے ہوں یا مشرکین میں سے ہر گز یہ پسند نہیں کرتے کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر کوئی بھلائی نازل ہو مگر اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے چن لیتا ہے اور اللہ بہت زیادہ فضل والا ہے۔

* ہم اپنی جس آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس کی جگہ اس سے بہتر آیت لے آتے ہیں یا کم از کم ویسی ہی کیا تم جانتے نہیں ہو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

* کیا تمہیں خبر نہیں کہ زمین اور آسمانوں کی بادشاہت اللہ ہی کے لیے ہے اور اس کے سوا کوئی تمہارا دوست نہیں اور نہ ہی کوئی تمہاری مدد کرنے والا ہے۔

* پھر کیا تم اپنے رسول سے اس قسم کی سوالات اور مطالبے کرنا چاہتے ہو جیسے اس سے پہلے موسی علیہ السلام سے کیے جا چکے حالانکہ جس شخص نے ایمان کی روش کو کفر کی روش سے بدل دیا وہ راہ راست سے ہٹ گیا وہ گمراہ ہو گیا۔

* اہلِ کتاب میں سے اکثر لوگ یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح تمہیں ایمان سے پھیر کر پھر کفر کی طرف پلٹا لے جائیں اگرچہ حق ان پہ ظاہر ہو چکا ہے مگر اپنے نفس کے حسد کی وجہ سے تمہارے لیے ان کی یہ خواہش ہے اس کے جواب میں تم عفو و در گزر سے کام لو یہاں تک کہ خود اللہ اپنا فیصلہ نافذ فرما دے اور بے شک اللہ تعالی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

* نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور تم اپنی اآخرت کے لیے جو بھلائی کما کر آگے بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں موجود پاؤ گے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب اللہ کی نظر میں ہے۔

آیت نمبر111 تا113:

* اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ کوئی شخص جنت میں داخل نہ ہو سکے گا جب تک کہ وہ یہودی نہ ہو یا عیسائی نہ ہو یہ ان کی تمنائیں ہیں ان سے کہو کہ اس کے اوپر اپنی دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو۔

* دراصل نہ تمہاری کوئی خصوصیت ہے نہ کسی اور کی حق تو یہ ہے کہ جو بھی اپنی ہستی کو (جو بھی اپنی ذات کو جو ابھی اپنے چہرے کو) اللہ کی اطاعت میں سونپ دے اور نیک روش اختیار کرے اور محسن بنے تو اس کے لیے اس کے رب کے پاس بہترین اجر ہے اور ایسے لوگوں کے لیے کوئی خوف اور رن نہیں ہو گا۔

* یہودی کہتے ہیں عیسائی کسی چیز کے اوپر نہیں ہے اور عیسائی کہتے ہیں یہودی کسی ہدایت پر نہیں ہے حالانکہ وہ دونوں ہی اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور اسی قسم کے دعوے ان لوگوں کے ان لوگوں کے بھی ہیں جن کے پاس کتاب کا علم ہی نہیں ہے تو اللہ تعالی ان کے اختلافات میں قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا۔

آیت نمبر114:

* اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ کی مسجد سے لوگوں کو روکے کہ اس میں اللہ کا نام بلند کیا جائے اور اللہ کے مساجد میں ویرانی کے درپہ ہو ایسے لوگ اس قابل ہیں کہ انہیں عبادت گاہوں میں قدم نہ رکھنے دیے جائیں اور اگر وہ وہاں جائیں بھی تو ڈرتے ہوئے جائیں۔۔۔

(تو اللہ کی مساجد میں کن لوگوں کو اقتدار دینا چاہیے جو خدا ترس ہوں اور خدا پرست ہوں نہ کہ اللہ کی مساجد میں ویرانی کرنا چاہتے ہوں)

* ایسے لوگوں کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

آیت نمبر115 تا119:

* مشرق و مغرب تو سب اللہ کے لیے ہے جس طرف بھی تم رخ کرو گے اسی طرف اللہ کا رخ ہے اللہ بڑی وسعت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

* ان کا قول ہے کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنا لیا اللہ پاک ہے ان باتوں سے اصل حقیقت یہ ہے کہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہے وہ سب کا سب اللہ ہی کے فرمانبردار ہے۔

* اللہ ہی زمین اور آسمانوں کو پیدا کرنے والا ہے وہ جب اس بات کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اس کے لیے بس حکم دے دیتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

* اور بے وقوف لوگ کہتے ہیں کہ اللہ خود ہم سے بات کیوں نہیں کرتا یا کوئی نشانی ہمارے پاس کیوں نہیں آتی ایسی باتیں ان سے پہلے لوگ بھی کیا کرتے تھے ان سب لوگوں کے دل ایک جیسی ہیں یقین لانے والوں کے لیے تو نشانیاں صاف صاف بیان ہم کر چکے ہیں۔

* اس سے بڑھ کر نشانی کیا ہو گی کہ ہم نے تم کو علم حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اب جو لوگ جہنم سے رشتہ جوڑ چکے ہیں ان کی طرف سے تم ذمہ دار نہیں ہو۔

یعنی تم سے جہنم والوں کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔

آیت نمبر120 تا121:

* یہودی اور عیسائی تم سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک کہ تم ان کے طریقے پر نہ چلنے لگو تو صاف کہہ دو کہ ہدایت تو صرف اللہ کی ہدایت ہے اور اگر اس علم کے بعد جو تمہارے پاس آ چکا ہے تم نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو اللہ کی پکڑ سے بچانے والا کوئی دوست کوئی مددگار نہیں ہو گا۔

* جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جیسا کہ اس کتاب کو پڑھنے کا حق ہے وہ اس پر سچے دل سے ایمان لاتے ہیں اور جو اس کتاب کے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کریں وہی اصل میں نقصان اٹھانے والے ہیں۔

تو کتاب کو پڑھتے وقت ایسی تلاوت کرنی چاہیے جیسے اس کے پڑھنے کا حق ہے ایک تو تلاوت خوبصورت مسنون انداز میں کرنی چاہیے پھر اس کی آیات سیکھنی چاہیے سمجھنی چاہیے اپنے نفس کا تزکیہ کرنا چاہیے اور پھر اس کتاب کی آگے تعلیم دینی چاہیے یہ اللہ کی کتاب کا حق ہے۔

اب یہاں پہ خانہ کعبہ کی تعمیر کا آگے ذکر آرہا ہے کہ کیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی اور کیا کیا اللہ تعالی سے دعائیں کی۔

آیت نمبر 123 تا 129:

* اے بنی اسرائیل یاد کرو میری وہ نعمت جس سے میں نے تمہیں نوازا تھا اور یہ کہ میں نے تمہیں دنیا کی تمام قوموں پر فضیلت دی تھی۔

* اور ڈرو اس دن سے جب کوئی کسی کے ذرہ برابر کام نہ آئے گا نہ کسی سے فدیہ قبول کیا جائے گا نہ ہی کوئی سفارش کسی بندے کے کام آئے گی اور نہ ہی مجرموں کو کوئی مدد پہنچ سکے گی۔

* اور یاد کرو وہ وقت جب ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے کچھ باتوں میں آزمایا اور وہ ان سب میں پورا اترا تو ابراہیم علیہ السلام سے اس کے رب نے کہا میں تجھے سب لوگوں کا پیشوا امام بنانے والا ہوں ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی اور کیا میری اولاد سے بھی یہی وعدہ ہے تو اللہ نے جواب دیا میرا وعدہ ظالموں سے متعلق نہیں ہے۔

* اور یہ کہ ہم نے اس گھر کو کعبہ کو لوگوں کے لیے برکت اور امن کی جگہ بنایا اور لوگوں کو حکم دیا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام جہاں عبادت کے لیے کھڑا ہوتا ہے اس مقام کو مستقل جائے نماز بنالو اور ابراہیم

علیہ السلام اور اسماعیل کو تاکید کی تھی کہ میرے اس گھر کو طواف اور اعتکاف اور رکوع اور سجدہ کرنے والوں کے لیے پاک رکھو۔

* اور یہ کہ ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی اے میرے رب اس شہر کو امن کا شہر بنادے اور اس کے رہنے والوں میں سے جو اللہ اور آخرت کو مانیں انھیں ہر قسم کے پھلوں کا رزق دے جواب میں اللہ نے فرمایا جو نہیں مانے گا (جو اللہ اور آخرت پہ ایمان نہیں لائے گا) دنیا کے چند روز زندگی کا سامان تو میں اسے بھی دوں گا مگر آخر کار اسے بہت برے عذاب کی طرف گھسیٹوں گا اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے۔

* اور یاد کرو جب ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام اس گھر کی دیواریں اٹھارہے تھے اور دعا کرتے جاتے تھے اے ہمارے رب ہم سے یہ خدمت قبول کرلے تو سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

* اے ہمارے رب ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار بنا ہماری نسل سے ایک ایسی قوم اٹھا جو تیری مسلم ہو ہمیں اپنی عبادت کے طریقے بتا اور ہماری کوتاہیوں سے درگزر فرما تو بڑا معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔

* اور اے ہمارے رب ان لوگوں میں خود انہی کی قوم سے ایک ایسا رسول بھیج جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے ان کو کتاب کی تعلیم دے اور حکمت سکھائے اور ان کی زندگیاں سنوارے بے شک تو ہر چیز پر زبردست قادر ہے اور حکمت والا ہے۔

سو ابراہیم اور اسماعیل علیہ السلام کی اس دعا کی قبولیت کے نتیجے میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نبی بن کر تشریف لائے۔ اب یہاں پہ آخری رکوع ہے پہلے پارے کا۔ چودھواں رکوع شروع ہو رہا ہے۔

آیت نمبر 130:

* اب کون ہے جو ابراہیم علیہ السلام کے طریقے سے روگردانی کرے جس نے خود اپنے آپ کو حماقت اور جہالت میں مبتلا کرلیا ہو اس کے سوا کون یہ حرکت کر سکتا ہے ابراہیم تو وہ شخص ہے جس کو ہم نے دنیا میں اپنے کام کے لیے چن لیا اور آخرت میں بھی ان کا شمار صالحین میں سے ہو گا۔

* اس کا حال تو یہ ہے کہ جب اس کے رب نے اس سے کہا مسلم ہو جا تو اس نے فورا کہا میں مسلم ہو گیا۔

* اسی طریقے پر چلنے کی ہدایت ابراہیم نے اپنی اولاد کو کی تھی اور اسی بات کی وصیت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو کی انہوں نے کہا اے میرے بچوں اللہ نے تمہارے لیے یہی دین پسند کیا ہے لہذا مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔

* پھر کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب علیہ السلام اس دنیا سے رخصت ہو رہے تھے انہوں نے مرتے وقت اپنے بچوں سے پوچھا بچوں میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے ان سب نے جواب دیا ہم صرف ایک خدا کی عبادت کریں گے جسے آپ سے اور آپ کے بزرگوں ابراہیم علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام نے خدا مانا ہے اور ہم اسی کے مسلم ہیں۔

* وہ کچھ لوگ تھے جو گزر گئے جو کچھ انہوں نے کمایا وہ ان کے لیے ہے اور جو کچھ تم کماؤ گے وہ تمہارے لیے ہے تم سے ان کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے۔

* یہودی کہتے ہیں یہودی ہو تو راہ راست پاؤ گے عیسائی کہتے ہیں عیسائی ہو گے تو ہدایت ملے گی ان سے کہو نہیں بلکہ سب کچھ چھوڑ کر ابراہیم کا طریقہ اختیار کرو ابراہیم مشرکوں میں سے نہ تھے (یعنی نہ یہودی نہ عیسائی کوئی فرقہ پرستی نہیں بس ابراہیم علیہ السلام کے طریقے پر) جو یکسو مسلمان تھے۔

* مسلمانو کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس ہدایت پر جو ہماری طرف نازل ہوئی ہے اور جو ابراہیم علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام اسحاق یعقوب اور اولاد یعقوب کی طرف نازل ہوئی تھی اور جو موسی اور

عیسی اور دوسرے تمام پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئی ہے ہم ان کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے (ایمان کے لحاظ سے ہم ان سب پہ ایک جیسے ایمان لاتے ہیں) اور ہم اللہ کے مسلم ہیں۔

* پھر اگر وہ اسی طرح کا ایمان لائیں جس طرح تم ایمان لائے ہو تو ہدایت پر ہیں اور اگر اس سے منہ پھیر دیں تو کھلی بات ہے کہ وہ ہٹ درمی میں پڑ گئے ہیں لہذا اطمینان رکھو ان کے مقابلے میں اللہ تمہاری حمایت کے لیے کافی ہے وہ سب کچھ سنتا ہے اور جانتا ہے۔

* کہو کہ اللہ کا رنگ اختیار کرو اللہ کے رنگ سے اچھا اور کس کا رنگ ہو گا اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔

* اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کہو کیا تم اللہ کے بارے میں ہم سے جھگڑا کرتے ہو حالانکہ وہی ہمارا رب بھی ہے اور تمہارا رب بھی ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں تمہارے اعمال تمہارے لیے ہیں اور ہم اللہ ہی کے لیے اپنی بندگی کو خالص کرتے ہیں۔

* پھر کیا تمہارا یہ کہنا ہے کہ ابراہیم اسماعیل اسحاق یعقوب اور اولاد یعقوب یہ سب کے سب یہودی تھے یا نصرانی تھے کہو تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ زیادہ جانتا ہے اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو گا جس کے ذمے اللہ کی طرف سے ایک گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے اور اللہ تمہاری حرکتوں سے غافل نہیں ہے۔

* یہ ایک امت تھی جو گزر چکی ان کمائی ان کے لیے ہے اور تمہاری کمائی تمہارے لیے ہے تم سے ان کے اعمال کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔

بلکہ ہر ایک سے اپنی کمائی اپنے اعمال کے بارے میں سوال کیا جائے گا اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں نیک راستے پہ چلنے والا ابراہیم علیہ السلام کے راستے پہ چلنے والا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پہ عمل کرنے والا بنائے۔

دعاؤں میں یاد رکھیے گا اپنا بہت زیادہ خیال رکھیں۔

سبحانک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت ا واتوب علیک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فائل صدقہ جاریہ کی نیت سے ہر جگہ شئر کرنے کی اجازت ہے۔

Contact No： Zahida Yasir（+92 332-5919409）

Sadia Alam（+92 333 -1305574）